فرمان اپنی جگہ برحق ہے لیکن اس میں یہ کہاں ہے کہ جب تم تلاوت ختم کرو تو یہ کہو۔ ابن مسعودؓ کی تلاوت سن کر آپ نے فرمایا: حَسْبُكَ تیرے لئے یہ کافی ہے۔ یہ نہیں فرمایا: صدق الله العظیم لہٰذا اس سے احتراز ضروری ہے۔

☆ سوال: اسی طرح جب قاری صاحب آیاتِ عذاب یا آیاتِ انعام تلاوت کرتا ہے تو کیا سامعین اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اگر دے سکتے ہیں تو سرّاً ہونا چاہئے یا جہراً۔ نیز حالتِ نماز میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سامع یا مقتدی کا قاری کی تلاوت سے بعض آیات کا جواب دینا احادیث ِصحیحہ سے ثابت نہیں، البتہ قاری یا امام کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہؓ رسول اکرم ﷺ سے رات کی نماز کی کیفیت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؐ جب کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح کرتے اور جب سوال (والی آیت) سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ (والی آیت) سے گزرتے تو پناہ پکڑتے۔

عمیر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے نمازِ جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلیٰ﴾ پڑھنے پر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلیٰ کہا۔ بیہقی (۲/۳۱۱) مصنف عبدالرزاق (۲/۴۵۱) اس اثر کی سند صحیح ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے بھی اس موقع پر یہی کلمات کہنا بسندِ حسن ثابت ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "القول المقبول فی تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول ﷺ"

اس موضوع پر عرصہ قبل ماہنامہ 'محدث' میں ایک تفصیلی فتویٰ جواب در جواب شائع شدہ ہے جو اربابِ ذوق کیلئے کافی مفید ہے۔ اس فتوی میں حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری، سید نذیر حسین دہلوی کی آراء پر تعلیقات کے علاوہ مولانا عطاء اللہ حنیف کا تبصرہ بھی بڑی تفصیل سے موجود ہے۔ دیکھئے محدث: ج۹/عدد ۱، صفحات ۳ تا ۲۳ بابت دسمبر ۱۹۷۸ء

☆ سوال: کیا کوئی نابالغ بچہ صرف حافظِ قرآن ہونے کی بنا پر رمضان میں تراویح یا غیر رمضان میں امامت کرواسکتا ہے، جبکہ بالغ، باشرع، پختہ مشق حفاظ موجود ہوں اور نابالغ حافظ بے قاعدگی سے نماز ادا کرتا ہو۔

جواب: نابالغ ممیز بچہ اہلیت کی بنیاد پر امامت کراسکتا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں عمرو بن سلمہؓ کا قصہ اس امر کی واضح دلیل ہے۔ اس کا بیان ہے کہ "فکنت أحفظ ذلك الکلام" جو کلام لوگ نقل کرتے، میں اسے یاد کرلیتا' اور ابوداد کی روایت میں ہے "کنت غلاما حافظا فحفظت من ذلك قرآن کثیرا" میں یاد کرنے والا بچہ تھا۔ میں نے بہت سارا قرآن اس طرح سے یاد کرلیا تھا۔ بعض حنفیہ وغیرہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کی امامت نبی ﷺ کے فرمان سے نہ تھی، لہٰذا قابل حجت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ زمانہ وحی میں کسی واقعہ کا وقوع پذیر ہونا جواز کی دلیل ہے۔ حضرت ابوسعید اور جابرؓ نے 'عزل' کے جواز پر دلیل اس امر سے قائم کی کہ عہد نبوت میں ہوتا تھا اور اس سے روکا نہیں گیا۔ اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو اللہ اپنے نبی ﷺ کو اس بات سے آگاہ فرما دیتا ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ جس طرح کہ بحالتِ نماز آپ کی طرف وحی نازل ہوئی کہ جوتا میں گندگی لگی ہے۔ آپؐ نے اس کو اتار دیا، اس طرح معاملہ یہاں بھی ہوسکتا تھا۔ اس فعل سے منع نہ کرنا جواز کی دلیل ہے۔

عمروؓ بن سلمہ فرض نماز میں امام تھے۔ وتر اور تراویح تو فرضوں کی نسبت معمولی شئ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ہم (عورتیں) معلّموں سے نابالغ لڑکے لاکر ان کو امام بنالیتیں۔ وہ ہم کو ماہِ رمضان میں نماز پڑھاتے، ہم ان کو (بطورِ خدمت) بھنا ہوا گوشت اور گندم کی روٹی کھلا دیا کرتی تھیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نابالغ بچے گھروں میں عورتوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔ ابن شہابؒ زہری فرماتے ہیں: ''نابالغ بچے جو نماز پڑھنا اور قرآن پڑھنا جانتے تھے، وہ رمضان اور غیر رمضان میں لوگوں کو نمازیں پڑھاتے تھے''۔ (قیام اللیل: صفحہ ۱۷۴) باب إمامة الغلام الأدرلم یحتلم فی رمضان وغیرہ، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح (۲/۱۱۲ تا ۱۱۴)